# پب جی گیم اور شرک کا پہلو

تحریر

مفتی عبید الرحمان صاحب

رئیس دارالافتاء والارشاد، مردان

مکتبہ دار التقویٰ، مردان

## پب جی گیم اور شرک کا پہلو

پب جی(PUBG) بظاہر مخفف ہے" Player Unkown's Battle Grounds"کا۔ یہ ایک گیم ہے جس میں مختلف مراحل ہوتے ہیں۔اس میں ایک مرحلہ ایسا بھی آتا ہے کہ کھیلنے والے کھلاڑی کے پاس اسلحہ ختم ہو جاتا ہے تو وہ اسلحہ اور پاور حاصل کرنے کے لئے جنگل میں موجود ایک بت نما ہیکل کے پاس چلا جاتا ہے اوراس کے سامنے رکوع کی شکل میں جھک جاتا ہے،وہاں اچھی طرح ذلت وخضوع کی حالت اختیار کرنے کے بعد اس کو پاور حاصل ہو جاتا ہے اور یوں وہ آگے جاکر لڑائی شروع کرتا ہے اور اپنے اہداف کی تکمیل میں مصروف ہو جاتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ گیم متعدد دینی، اخلاقی اور معاشرتی خرابیوں پر مشتمل ہے جس کے برے اور خطرناک نتائج ہر طرف محسوس کئے جارہے ہیں اس لئے بعض ملکوں میں اس پر قانونی طور پر پابندی لگانے کی صدائیں بھی بلند ہورہی ہیں،اس لئے ایسے گیم میں مصروف رہنا شرعاً ناجائز اور ممنوع ہی ہے۔تاہم سوال یہ ہے کہ درج بالا تفصیل کے مطابق بت نما ہیکل کے سامنے جھکنااور رکوع جیسی ہیئت اختیار کرنا شرک اکبر ہے یانہیں؟ اور اس اقدام کی وجہ سے یہ گیم کھیلنے والا دائرہ اسلام سے نکل جائے گا یانہیں؟اس میں دو پہلوہیں اور دونوں پہلوؤں کو متعدد اہلِ علم نے اختیار فرمایاہیں۔یہاں پوری سنجیدگی اور متانت کے ساتھ دونوں پہلوؤں اور ان کے دلائل اور وجوہات کی تحقیق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

## مسئلے کا ایک پہلو

یہ کھلاڑی اس گیم کھیلنے والے شخص کا نمائندہ اور اس کا ترجمان وعکاس ہے، وہ کوئی مستقل بالارادہ نہیں ہے بلکہ کھیلنے والا جس طرف اور جیسے اس کو پھرانا چاہے، اس طرح وہ پھرتا رہتا ہے، لہٰذا اس آگے پیچھے، پھرنا وغیرہ ساری باتیں اسی کھلاڑی کی جانب منسوب ہوں گی۔ اب جب اس نے بت کے سامنے ذلت وخضوع کے ساتھ جھک کر اس کی عبادت کی تو یہ کفر وشرک ہے اور یہ فعل بھی کھلاڑی کی جانب منسوب کیا جائے گا اور یہی سمجھا جائے گا کہ گویا خود اس کھلاڑی نے بت کی عبادت کرلی، جس کے شرک ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

متعدد اہلِ علم کا یہ موقف ہے اور بعض دار الافتاؤں سے بھی یہی فتویٰ جاری ہوا ہے۔

## مسئلے کا دوسرا پہلو

دوسرا پہلو اس مسئلے کا یہ ہے کہ کھیلنے والا شخص جیتا جاگتا انسان ہے جو بذاتِ خود بت کے سامنے جھکا نہ ہی اس سے پاور حاصل کیا، اس لئے محض کھلاڑی کے اقدام کی وجہ سے کھیلنے والے کو کافر یا مشرک قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس کھلاڑی کی حرکت کی وجہ سے اگر کھیلنے والے انسان کو کافر قرار دیا جاتا ہے تو اس کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں:

الف: کھلاڑی کو کھیلنے والے کا عین تصور کیا جائے۔

ب: کھلاڑی کو کھیلنے والے کا غیر تصور کیا جائے۔

### کھلاڑی کو لاعب کا عین تصور کرنا

پہلی صورت میں تبھی کفر کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے جبکہ دو باتیں ثابت ہو جائیں:

۱: ایک بات تو یہی ہے کہ کھلاڑی کو عینِ لاعب ثابت کر دیا جائے۔

۲: کھلاڑی کے اس جھکنے کو شرک اکبر قرار دیا جائے۔

جبکہ یہ دونوں ہی مقدمات قابل غور ہیں، جس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

اس میں زیادہ قابل تحقیق یہی پہلا قضیہ ہے کہ کھلاڑی عینِ لاعب ہے۔ عینِ لاعب کا یہ مطلب لینا تو بداہتہً باطل ہے کہ دونوں ایک ہیں اور بالفاظ دیگر اگر کھیلنے والا شخص زید ہے تو یہ کہا جائے کہ کھلاڑی اور لاعب دونوں کا مجموعہ زید ہے۔ اگر اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ دونوں گو ایک نہیں ہے لیکن کھلاڑی جو کچھ اقدام کرتا ہے وہ لاعب کے کہنے اور اس کے حکم ہی سے کرتا ہے وہ خود سے کوئی حرکت و سکون انجام نہیں دیتا بلکہ مکمل طور پر لاعب کا تابعِ فرمان ہے لہٰذا بت کے سامنے جھکنے کا کام بھی لاعب کے کہنے یا حکم دینے کی وجہ سے وجود میں آیا ہے اس لئے لاعب بھی کافر ہو جائے گا۔ تو بھی درست نہیں ہے کیونکہ اس تقدیر پر کھلاڑی کا فعل تو شرک ثابت ہوتا ہے لیکن لاعب کا فعل شرک نہیں ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ شرک کا حکم یا مشورہ دینا ثابت ہوتا ہے اور اس کی شناعت و حرمت تو اپنی جگہ مسلم ہے لیکن خود یہ کفر نہیں ہے بلکہ فقہاء کرام نے تو "اکراہ علی الکفر" کے مسئلے میں بھی یہ قید لگائی ہیں کہ اکراہ کرنے والے کے اعتقاد میں کوئی موجب کفر بات آئے تو کافر قرار دیا جائے گا ورنہ نہیں۔

امام جصاص رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأيضًا: لا يخلو من أن يجبر على رجوعه إلى دينه الأول، أو على الإسلام، فإن أكرهناه على الرجوع إلى كفره الأول، فهذا إكراه على الكفر، واعتقاد جواز ذلك كفر من معتقده وقائله.[1]

ترجمہ: "کسی کو کفر کی طرف دوبارہ لوٹنے پر مجبور کرنا اجبار علی الکفر ہے اور اسے جائز سمجھنا (قطعی حرام چیز کو حلال سمجھنے کی وجہ سے) کفر ہے"۔

یہاں اکراہ علی الکفر کی وجہ سے بھی کسی کو کافر قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس کے لئے اعتقاد کی تبدیلی کی قید لگائی گئی ہے، حالانکہ غور کیا جائے تو امر اور مشورے کی بنسبت اکراہ و جبر زیادہ اشد ہے اور اگر وہ کفر ہو تو اکراہ بطریقہ اولیٰ کفر ہونا چاہیئے۔

## کھلاڑی کے فعل پر راضی ہونے کا اشکال

البتہ یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ لاعب کا یہ فعل گو خود کفر نہیں ہے لیکن کھلاڑی کے کفر و شرک پر رضامندی تو ہے اور کفر پر ضامندی بھی کفر ہے۔ لیکن اس میں خدشے کی بات یہ ہے کہ رضا بالکفر بھی ہر حال میں موجب کفر نہیں ہے، بلکہ جب اس کی وجہ سے اعتقاد میں تبدیلی آئے تب جا کر کفر بنے گا کہ مثلاً: زید ،ماجد کے کفر پر اس لئے راضی ہے کہ کفر کوئی جائز، حق یا اچھا کام ہے تو زید کا کفر کو جائز یا اچھا سمجھنا بلاشبہ کفر ہے ورنہ تو اگر زید ماجد کے کافر ہونے پر اس لئے خوش ہے کہ ماجد سے دلی کینہ ہے اور چاہتا ہے کہ کافر ہو جائے تا کہ جہنم کا عذاب چکھ لے تو یہ بالکل کفر نہیں ہے بلکہ ایمان ہی کے تحت ایسے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔

---

[1] شرح مختصر الطحاوي للجصاص، كتاب المرتد، ج٦ص١٣٩.

لہٰذا اگر رضا بالکفر کو حکم کفر کا مدار و مناط ٹھہرایا جائے تو یہ تنقیح ضروری ہے کہ لاعب کھلاڑی کے بت پرستی پر کیوں خوش ہوتا ہے؟ اگر خود بت پرستی کو جائز یا مستحسن سمجھتا ہے تبھی زید کو کافر قرار دیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کے بارے بلاوجہ ایسی بدگمانی کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے خاص کر کفر وشرک جیسے اہم اور بنیادی نوعیت کے مسائل میں، جن کے ساتھ بیسیوں مسائل جڑے ہوتے ہیں۔

## کھلاڑی کے حرکت کا عبادت ہونا

یہ تو پہلے مقدمے کے متعلق کچھ تفصیل تھی۔ جہاں تک اس دلیل کا دوسرا مقدمہ ہے کہ کھلاڑی کے اس جھکنے کو عبادت قرار دیا جائے، تو یہ بھی قابلِ اشکال ہے اور اس میں اشکال کی بنیادی بات یہ ہے کہ عبادت تو یہ ہے کہ کوئی ہوش مند اور عقل مند مخلوق اللہ تعالیٰ یا (معاذاللہ) کسی اور کے سامنے حد درجہ ذلت وانکساری کے ساتھ جھک جائے اور یہ اعتقاد رکھے کہ جس کے سامنے میں جھکتا ہوں وہ مافوق الاسباب طاقت کا مالک ہے، جبکہ یہاں پر فرضی کارٹون نما کھلاڑی جھک رہا ہے جس میں عقل مندی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

## جھکنے کی نسبت لاعب کی طرف ہونا

یہاں بجا طور پر یہ اشکال کیا جاسکتا ہے کہ کھلاڑی گو عینِ لاعب نہ ہو لیکن بہر حال اس کے فعل کی نسبت تو لاعب ہی کی طرف ہوتی ہے، چنانچہ کھیلنے والے لوگ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا اور میں نے جیتا وغیرہ وغیرہ۔ تو لامحالہ اس فعل کی نسبت بھی اس کی طرف ہوگی ۔ یہ اشکال واقعۃً بڑی حد تک درست ہے اور

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان جیسے کھیلوں سے بہر صورت احتراز کریں، لیکن اس کے باوجود محض اس فعل کی نسبت کی وجہ سے کفر کا فیصلہ کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ فعل کی نسبت محض مباشرت کی وجہ سے ہی نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ادنیٰ تعلق اور ملابست کی وجہ سے نسبت کی جاتی ہے اور یہ عام بول چال میں بھی بلا توقف مشہور ہے اور اس حد تک عام ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے، مثال کے طور پر ضلع مردان کے کسی دیہات میں کسی نے کوئی کام کیا تو اس کو پورے گاؤں، پھر پورے مردان، صوبہ اور پھر پاکستان کی جانب منسوب کیا جاتا ہے کہ مردان والوں نے، صوبہ سرحد والوں نے یا اہلِ پاکستان نے ایسا کام کیا یا مردان، صوبہ سرحد اور پاکستان میں ایسا کام کیا گیا، حالانکہ ظاہر ہے کہ پورے اہل مردان یا اہلیانِ پاکستان نے یہ کام کیا نہ ہی پورے علاقہ مردان یا احاطہ پاکستان میں ایسا کیا گیا۔ لہٰذا محض کسی فعل کی نسبت کی وجہ سے منسوب الیہ (جس کی طرف کسی کام کی نسبت کی جاتی ہے) کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ اس کو کافر کہنے کی یہ صورت ممکن ہے کہ خود کسی حتمی کفریہ عمل کا ارتکاب کر بیٹھے اور یا اس پر رضامندی ہو اور ان دونوں نکات کے متعلق ضروری تفصیل پہلے ذکر کی گئی ہے۔

یہ حکم اس صورت میں تو بالکل واضح اور بے غبار ہے کہ جب اس فعل کی نسبت لاعب اپنی طرف خود نہ کرے بلکہ دوسرے لوگ اس کو اس کی جانب منسوب کریں، لیکن اگر لاعب خود ہی اپنی جانب اس فعل کو منسوب کرے تو اس کا بھی بظاہر یہی حکم ہونا چاہئے کیونکہ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ اس کو جھوٹا

اقرار قرار دیا جاسکتا ہے کہ گویالاعب نے بت کے سامنے جھکنے کا مذکورہ کام نہیں کیا اور اس کو اپنی طرف منسوب کر رہا ہے اور اس میں موجب کفر بات یہی ہے کہ اپنی کافر ہونے پر رضامندی ہو یا کفر کو ہلکا سمجھا جائے، کہ مثلاً کوئی یہ سمجھتا ہو کہ ایسا کہنا کفر ہے لیکن اس کے باجود وہی کچھ کہہ رہا ہے اور کفر کی کوئی پرواہ نہیں کر رہا، تو یہ یقیناً کفر ہے کیونکہ کفر کا استخفاف موجب کفر ہے جس سے قطعی نصوص کی تکذیب لازم آتی ہے۔

امام سرخسی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ولو حلف على أمر في الماضي بهذا اللفظ فإن كان عنده أنه صادق فلا شيء عليه، وإن كان يعلم أنه كاذب، كان محمد بن مقاتل – رحمه الله تعالى – يقول: يكفر؛ لأنه علق الكفر بما هو موجود، والتعليق بالموجود تنجيز، فكأنه قال: هو كافر وعن أبي يوسف – رحمه الله تعالى – أنه لا يكفر اعتبارا للماضي بالمستقبل، ففي المستقبل هذا اللفظ يمين يكفرها كاليمين بالله تعالى ففي الماضي هو بمنزلة الغموس أيضا. والأصح أنه إن كان عالما يعرف أنه يمين فإنه لا يكفر به في الماضي والمستقبل، وإن كان جاهلا وعنده أنه يكفر بالحلف يصير كافرا في الماضي والمستقبل؛ لأنه لما أقدم على ذلك الفعل، وعنده أنه يكفر به فقد صار راضيا بالكفر.[1]

---

[1] المبسوط للسرخسي، كتاب الأيمان، ج٨ص١٣٤.

ترجمہ:"اگر کوئی گذشتہ کسی کام پر قسم کھائے(کہ اگر ایسانہ تھاتووہ کافر ہو گاتواگر وہ کام ہو چکاتھااوراس کے ذہن میں یہ تھا کہ نہیں ہوا ہے اور کہے کہ ایسانہیں ہو اور نہ میں کافر) اوراپنے خیال کے مطابق وہ سچاتھاتوکافر نہ ہو گا،البتہ اگراسے اپنے جھوٹاہونے کایقین ہو،تو محمد بن مقاتل کے نزدیک وہ کافر ہو گا ،کیونکہ اس نے کفر واقعی کام پر معلق کیااور یہ تنجیز ہو تاہے، گویااس نے کہاکہ:"میں کافر ہوں"۔امام ابویوسف کے نزدیک کافر نہ ہو گاکیونکہ وہ ان الفاظ کوقسم کے الفاظ قرار دیگر اسے یمین منعقدہ کی طرح قرار دیتے ہیں لہذاماضی والایمین غموس کی طرح ہو گا،البتہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر وہ عالم ہے کہ یہ قسم ہے توپھر ماضی اور مستقل دونوں طرح الفاظ سے کافر نہ ہو گا اوراگر جاہل ہے اور یہ سمجھتاہے کہ اس سے بندہ کافر ہو تاہے ،توپھر ماضی اور مستقل دونوں کے الفاظ سے کافر ہو گا،کیونکہ جب وہ سمجھتاہے کہ یہ کفر ہے اوراس کے باوجود اس پر اقدام کر تاہے تودراصل وہ کفر پر رضامند ہے اور یہ عمل موجب کفر ہے"۔

"فتاویٰ قاضی خان"میں ہے:

ولو قال إن كنت فعلت كذا فهو بريء من القرآن وهـو يعلـم أنـه كاذب ذكر في النوازل أنه يخاف عليه الردة والاعتماد في جنس هذه المسائل علىٰ ما ذكرنا أنه بنىٰ الحكم علىٰ اعتقاده.[1]

ترجمہ:"اگر کوئی کہے کہ:اگر میں نے ایساکیاہو،تومیں قرآن سے بری ہوں گا،حالانکہ وہ سمجھتاہے کہ وہ جھوٹ بول رہاہے، توفتاوی نوازل میں ہے کہ اس پر کفر کااندیشہ

---

[1] فتاوی قاضیخان ،كتاب الأيمان،ج٢ص٢.

ہے، مگر اس قسم مسائل میں دارومدار اعتقاد پر ہے (کہ اگر اس کے نزدیک یہ عمل موجب کفر ہے پھر بھی اقدام کرتا ہے تو کافر ہوگا ورنہ نہیں)"۔

## کھلاڑی کو لاعب کا غیر تصور کرنا

یہ ساری تفصیل تب ہے جبکہ کھلاڑی کو لاعب کا عین تصور کرلیاجائے۔ اگر اس کے بجائے دوسری صورت اختیار کی جائے یعنیٰ لاعب کو کھلاڑی کا غیر تصور کرلیاجائے اور دونوں کو الگ الگ افراد خیال کرلیاجائے تو اس صورت میں اگر کفر یا شرک کا حکم ہوسکتا ہے تو کھلاڑی پر ہوگا جو کہ مکلف نہیں ہے کیونکہ شرک کا فعل اسی نے کیا ہے اور وہی بت کے سامنے جھکا ہے یا جھکایا گیا ہے۔ جہاں تک لاعب کا اس کے ساتھ تعلق ہے تو اس کو مشورہ، حکم یا زیادہ سے زیادہ اکراہ پر محمول کیاجاسکتا ہے جس کا حکم پہلے ذکر کیاجاچکا ہے کہ خود یہ امور موجب کفر نہیں ہے جبکہ ساتھ رضا بالکفر لاَجل الکفر شامل نہ ہو۔

یہاں سے یہ بات واضح بھی ہوئی کہ جن جزئیات میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ہزل ومذاق میں بھی کلمہ کفر کہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے گو کافر ہونے کی نیت نہ ہو، ان جزئیات کو یہاں منطبق کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کا محمل یہ ہے کہ جب ایک یقینی کفریہ قول وعمل کوئی آدمی اپنی مرضی واختیار سے ہزل ومذاق کے طور پر انجام دے، جبکہ یہاں لاعب ایسا کوئی نہیں کررہا۔

یہ اس مسئلے کے متعلق اس ناکارہ کے فکر ومطالعے کا حاصل ہے، اگر اس میں کوئی علمی سقم یا قابلِ اصلاح پہلو سامنے آئے تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اس پر غور وخوض ہوسکے۔